اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلْمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ
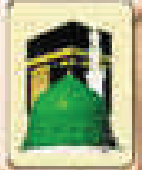
معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیِ اعظم ہند
حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃُ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلۡمَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الْاُخرٰی 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکۡتَبَۃُ الۡمَدِیۡنہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲٤ ص۳۷۹) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دنیا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

(عَزَّوَجَلَّ) ہوگا:

هَلْ وَالَیْتَ لِیْ وَلِیًّا وَعَادَیْتَ لِیْ عَدُوًّا — کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟

(تفسیر الدر المنثور، سورۃ المجادلۃ تحت الآیۃ ۱۹، ج۸، ص۸۷)

تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا (عَزَّوَجَلَّ) اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی **محبت ایک طرف** ۔ اگر محبت نہیں سب عبادات وریاضات بیکار۔

دشمنانِ رسول سے نفرت کیجئے

بھڑ کے کاٹنے سے ایک ذراسی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پَر بیکار ہو گیا ہے اور اس میں طاقتِ پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پَیر سے مَسل دیتے ہیں تو خدا اور رسول عزَّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور اُن سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ **قابلِ رحم** ہیں؟ عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابلِ رحم ہے، خواہ خدا اور رسول (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دبّاغ قدّس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذراسی اِعانت (یعنی مدد) کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات **اللہ** تعالیٰ سے اس کا عِلاقۂ مقبولیت قطع (یعنی **اللہ** تبارک وتعالیٰ سے بندے کی مقبولیت کا تعلق ختم) کر دیتی ہے۔ (الابریز، البـــاب الاول، ج۱، ص ۴۵۲) ہاں ذمی[1]، مستأمن[2] کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے **خاص اَحکام** ہیں، یہ اس لئے کہ اِسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

دریا کے پار اترنے والا

عــرض : حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرتِ سیِّدُ الطائفہ (یعنی گروہِ اولیاء کے سردار) **جنید بغدادی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''**یااللہ**'' فرمایا، اور دریا میں اُتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں۔

---

[1]: اگر کافروں نے دینِ حق کو قبول نہ کیا تو بادشاہ اسلام ان پر جزیہ مقرر کردے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ایسے کافر کو ذمی کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ۹، ص۱۳۴)

[2]: مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا۔ دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۹، ص۱۵۰)

ارشاد : غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور ''یا اللّٰہ'' کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے۔ بعد کو ایک شخص آیا، اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: ''میں کس طرح آؤں؟'' فرمایا: **''یاجُنید یاجُنید''** کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو ''**یا اللّٰہ**'' کہیں اور مجھ سے ''یاجُنید'' کہلواتے ہیں۔ میں بھی ''**یا اللّٰہ**'' کیوں نہ کہوں۔ اُس نے ''**یا اللّٰہ**'' کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: ''حضرت میں چلا'' فرمایا: ''وہی کہہ ''یاجُنید یاجُنید'' جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی: ''حضرت یہ کیا بات تھی آپ **اللّٰہ** کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟'' فرمایا: ''ارے نادان ابھی تُو جنید تک تو پہنچا نہیں **اللّٰہ** تک رَسائی کی ہَوَس ہے، اللّٰہ اَکْبَر!۔ [1] (الحدیقة الندیة، مع کشف النور عن اصحاب القبور، ج۲، ص۲۰ ـ وفیه ذکر سیدی محمد الحنفی الشاذلی)

اپنے نفس کی خاطر کوئی کام نہیں کیا

دو صاحب اَولیائے کرام سے ایک دریا کے اِس کنارے اور دوسرے اُس پار رہتے تھے۔ اُن میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں **کھیر** پکوائی اور خادم سے کہا: ''تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آ وَ۔'' خادم نے عرض کی: ''حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اُتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں۔'' فرمایا: ''دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اُس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس **نہیں گیا۔**'' خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمّا ہے اِس واسطے کہ حضرت **صاحبِ اولاد** تھے۔ بہر حال تعمیلِ حکم ضرور تھی، دریا پر گیا اور وہ پیغام جو اِرشاد فرمایا تھا کہا۔ دریا نے فوراً **راستہ** دے دیا۔ اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں **کھیر** پیش کی۔ انہوں نے نوشِ جان فرمائی (یعنی کھائی) اور فرمایا: ''ہمارا **سلام** اپنے آقا سے کہہ دینا۔'' خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اُتر جاؤں۔ فرمایا: ''دریا پر جا کر کہہ: ''میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک **کچھ نہیں کھایا۔**'' خادِم شش و پنج (یعنی اُلجھن) میں تھا۔ یہ عجیب بات

---

[1]: فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ رحمۃ الغنی لکھتے ہیں: اگر کوئی کہے کہ **''یاجنید، یاجنید''** کہے تو نہ ڈوبے اور ''اللہ، اللہ'' کہے تو ڈوب جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو ایسا کہنے والے کو صوبۂ مہاراشٹر پونہ بھیج دیا جائے کہ اُسی کے قریب حضرت قمر علی درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ وہاں ایک بڑا گول پتھر ہے جس کا وزن نوے (90) کلو بتایا جاتا ہے وہ ''قمر علی درویش'' کہنے پر انگلیوں کے معمولی سہارا دینے سے اُوپر اٹھتا ہے اور ''اللہ'' کہنے سے نہیں اٹھتا۔ میں بذاتِ خود اِس کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اس میں کیا راز ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (فتاوٰی فقیہ ملت، ص۱)